اکیسویں صدی کا پہلا سوشلسٹ، ہوگو چاویز

مستقبل

فرخ سہیل گوئندی

03-09-2013

بولیوین ری پبلک آف وینزویلا کے صدر ہوگو رافیل چاویز فریاس (28 جولائی 1954ء-5 مارچ 2013ء) کی موت کی خبر دنیا کے تمام براعظموں کے اخبارات، ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر نمایاں طور پر پیش کی جا رہی ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سرمایہ دار دنیا، سوشلزم کو تاریخ کا حصہ بننے اور دنیا کو نیولبرل ایجنڈا کے تحت سرمایہ دارانہ جمہوریت کی نوید دے رہی تھی اور یہ کہا جا رہا تھا کہ گلوبلائزیشن (سرمایہ دار دنیا کا عالمی منڈیوں تک رسائی کا منصوبہ) اب دنیا کا مستقبل ہے اور یہ کہ عالمی سرمایہ داری نظام، دنیا کو ایک جمہوری جنت میں بدل دے گا اور یہ کہ سوشلزم اپنی موت آپ مر گیا اور اس طرح اس تھیوری کو تاریخ کا خاتمہ قرار دیا گیا۔ اس کے تحت گلوب میں پھیلی منڈیوں پر عالمی سرمایہ داری کی اجارہ دار کارپوریٹس اور ان کی سرپرست ریاستوں کی رسائی کے لیے عالمی اقتصادی اداروں انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، ورلڈ بینک اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کو دنیا پر عالمی اجارہ داروں کا نظام مسلط کرنے کا حق دے دیا گیا۔ سوویت یونین اور مشرقی یورپ میں سوشلسٹ نظاموں کے تحلیل ہونے پر سرمایہ دار دنیا کے مفکرین دعوے کر رہے تھے کہ سوشلزم ایک ناقابل عمل نظام ہی نہیں بلکہ غیر فطری نظامِ حیات بھی ہے۔ اس عرصے میں پرائیویٹائزیشن کے نام پر دنیا بھر کے ممالک میں ریاستوں کی دولت کو لوٹنے کے انتظامات کیے گئے اور دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ سرد جنگ کے خاتمے کے ساتھ ہی منصوبہ بندی کے تحت نئی جنگوں کی حکمتِ عملی طے کی گئی، جس کا آغاز عراق پر پہلی جنگ مسلط کرنے سے ہوا اور پھر سابق یوگوسلاویہ کی ریاستوں کے مابین جنگیں برپا کی گئیں۔ اور یوں یورپ دوسری جنگ عظیم کے بعد پہلی دفعہ کسی جنگ کا شکار ہوا جس میں ناٹو کو پہلی دفعہ استعمال کیا گیا۔

سابق یوگوسلاویہ کی ریاستوں کی جنگ میں سربیا کو اپنے قدموں میں گرانے کے بعد افغانستان جیسی دنیا کی سب سے کمزور ریاست پر دنیا کے سب سے طاقتور ملک ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے حملہ کر کے اس بعد از سرد جنگ، نئی جنگی حکمت عملی کو آگے بڑھایا اور پھر اسی حکمت عملی کے تحت عراق پر جنگ مسلط کر کے وہاں پر اپنی افواج کو Deploy کر کے امریکہ اور اس کی اتحادی سرمایہ دار دنیا نے دنیا پر اپنی دھاک ہی نہیں بٹھائی بلکہ اپنی دہشت بھی قائم کر دی۔ بعد از سرد جنگ کی جنگوں میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ساٹھ لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ عالمی سرمایہ داری گلوبلائزیشن کے اقتصادی ایجنڈے کے لیے یہ جنگیں، حکمت عملی کا اہم حصہ ہیں اور اسی کے تحت دہشت گردی کے خلاف نام نہاد ''وار آن ٹیررازم'' جاری ہے۔ لیکن پیچیدہ حقیقت یہ بھی ہے کہ عالمی سرمایہ داری کے لیے جس قدر ''وار آن ٹیررازم'' اہمیت رکھتی ہے اسی قدر اسلام کے نام پر مسلح گروہوں کا وجود بھی اس کی ضرورت ہے، کیوں کہ اسی بہانے وہ اپنی جنگی حکمت عملی کو وسعت دے سکتا اور اس کا تسلسل برقرار رکھ سکتا ہے۔

جب سرد جنگ ختم ہوئی تو سرمایہ دنیا کے مسلمان ممالک کی ان تحریکوں نے، جو سرد جنگ میں کمیونزم کی Containment کے لیے قائم کی گئیں تھیں اور جن کا بڑا جنگی تھیٹر افغانستان میں لگایا گیا تھا، انہوں نے یہ دل سے یقین کرلیا کہ سوویت یونین کو ڈھانے میں بنیادی کردار اِن کا ہے اور یہ کہ دیوار برلن کا انہدام انہی کی ''کاوشوں'' کا نتیجہ ہے اور انہوں نے یہ بھی یقین کرلیا کہ اب دنیا ان کے قدموں تلے ہے اور وہ اپنے نظریات کو بندوق، بم اور دہشت کے ذریعے نافذ کرلیں گی۔ سرد جنگ میں مختلف ممالک میں قائم کی گئی ان مذہبی تحریکوں کا کردار ان ممالک کے اندر سوشلسٹ نظریات رکھنے والی سیاسی جماعتوں کے جمہوری انداز میں ابھرنے کے خلاف بھی استعمال کیا گیا اور تیسری دنیا کے ان ملکوں میں جمہوری انداز میں سوشلزم کو ابھرنے سے روکنے کے لیے مذہب کے نام پر قائم ان تحریکوں نے سرد جنگ میں عالمی سرمایہ دار ریاستوں کے کل پرزے کا کردار ادا کیا۔ اس کی لاتعداد مثالیں ہیں جس میں سرفہرست چلی میں الاندے کی حکومت اور پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے خلاف سی آئی اے کے فنڈز سے چلنے والی تحریکیں شامل ہیں۔

سرد جنگ کے بعد ان مذہبی تحریکوں خصوصاً مسلمان ممالک کے اندر، ان کو اپنی حقیقت کا علم اس وقت ہوا جب سرمایہ دار دنیا نے ماضی کے اپنے ان اتحادی گروہوں کو دہشت گرد قرار دے دیا اور پھر ان کو کچلنے کے لیے امریکہ کی سرپرستی میں ایک اندھی جنگ کا آغاز کیا گیا، شروع میں ان مذہبی گروہوں کو یہ یقین تھا کہ وہ امریکہ کی بربادی کی طاقت رکھتی ہیں اور وہ بارود اور بم سے امریکی اور اس کے اتحادی ممالک کی تنصیبات کو نشانہ بنا کر نابود کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی کیوں کہ انہیں یہ یقین تھا (اور ابھی بھی ہے) کہ سوویت یونین اور مشرقی یورپ میں سوشلزم کی بربادی انہی کے ہاتھوں ہوئی۔ انہوں نے افغانستان میں سوویت یونین کی مسلح افواج کے خلاف گوریلا جنگ، جس میں امریکہ کا جدید اسلحہ اور سرپرستی شامل تھی، کے بعد یہ بھی یقین کیا کہ اس جنگ میں سوویت یونین کو شکست ہوئی ہے اور یہ کہ یہ جنگی شکست سوشلزم کی شکست ہے۔ سرمایہ داری اور سوشلزم کے اقتصادی وسماجی تصادم کو میدانِ جنگ سے جانچنا ایک سطحی اور جذباتی رجحان تھا۔ ان مسلح گروہوں نے 9/11 کے بعد اسامہ بن لادن کی شکل میں ایسا امریکہ مخالف ہیرو حاصل کرلیا جو غیر مرئی طاقت کے ساتھ عالمی سرمایہ داری کے سرخیل کو زیر کرسکتا ہے۔ اسامہ بن لادن کی افغان جنگ کے بعد کیا حقیقت تھی اور وہ سوڈان سے افغانستان کیوں منتقل کیے گئے اس پر پھر کبھی۔ ۔ لیکن یہ طے ہے کہ اسامہ بن لادن کا وجود اس ریاستی دہشت گردی کے لیے، جس کی قیادت عالمی سرمایہ داری کا سرخیل امریکہ کر رہا ہے، نام نہاد دہشت گردی کے خلاف ایک جنگ کا جواز تھا۔ اپنے عالمی جنگی مفادات کے لیے ''وار آن ٹیررازم'' کے لاتعداد پہلو ہیں، جن میں سرفہرست ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بالعموم تیسری اور بالخصوص اسلامی ممالک کے اندر لوگوں کی توجہ سرمایہ داری سے ہٹا کر جنگ اور دہشت کی طرف مبذول کردی جائے اور جو مسلح گروہ اور اس کے حمایتی برسرپیکار ہوں اُن کے بارے میں یہ تصور کروایا جائے کہ یہ گروہ امریکہ کی شکست میں بنیادی کردار ادا کریں گے۔ 9/11 کے بعد مسلم ممالک میں عالمی سرمایہ داری نے ''وار آن ٹیررازم'' سے مسلح گروہوں کو میڈیا میں نمایاں مقام فراہم کرنے کے سامان پیدا کیے اور یوں ان ممالک میں حقیقی سیاسی مسائل سے توجہ ہٹا کر لوگوں میں جذباتیت کی بنیاد پر امریکہ مخالف (Anti-Amercanism) رجحان قائم کیا گیا جس کے ایجنڈے میں سرمایہ دار نظام کے متبادل کوئی اقتصادی ومعاشی، ریاستی اور سیاسی نظام نہیں۔

سرد جنگ کے بعد اس جنگی دہشت گردی اور گلوبلائزیشن کے ایجنڈے میں لاطینی امریکہ میں سوشلزم نے اکیسویں صدی کے جدید تقاضوں کے تحت انگڑائی لی اور آج صورتِ حال یہ ہے کہ لاطینی امریکہ کے ممالک ایکواڈور، برازیل، یوروگوئے، ارجنٹائن، چلی، بولیویا، کیوبا اور وینزویلا میں سوشلزم کے نام پر مقبول سیاسی تحریکوں کے نتیجے میں سوشلسٹ حکومتیں قائم ہو چکی ہیں۔ ان ریاستوں کو لاطینی امریکہ میں Pink Tide کہا جاتا ہے۔ اس جدید سوشلسٹ رجحان کا عملی سیاست میں ہراول کردار ہوگو چاویز نے ادا کیا، جس نے بندوق، بم اور بارود کی بجائے ریاست میں نیشنلائزیشن اور عوامی فلاح کے ذریعے سرمایہ داری نظام کی واپسی کے